

مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کے سوالنامے کا جواب

(بہ سلسلہ زکوٰۃ و عشر)

۱۔ جناب مولانا عبدالمالک صاحب شیخ الحدیث - منصورہ

مرکزی زکوٰۃ انتظامیہ کی طرف سے کچھ عرصہ پہلے ایک سوالنامہ اخبارات میں شائع ہوا۔ جواب دینے کی مہلت چونکہ کم تھی، اس لیے اخبارات میں شائع شدہ سوالات ہی کے جواب مرتب کر کے بھجوائے گئے۔ سوالنامے پر غور کرنے کے لیے حسب ذیل اصحاب کی کمیٹی مقرر کی گئی:-

۱۔ مولانا عبدالمالک صاحب - صدر مدرس مرکز علوم اسلامیہ، منصورہ، لاہور

۲۔ چوہدری محمد اسلم سلیمی صاحب ایڈووکیٹ ڈپٹی کورٹ لاہور - چیئر مین زکوٰۃ کمیٹی منصورہ لاہور

۳۔ مولانا محمد سلیمان عاصم نعمانی صاحب نائب مہتمم مرکز علوم اسلامیہ، منصورہ لاہور

۴۔ حافظ عبدالحمد صاحب، ادارہ معارف اسلامی منصورہ لاہور۔

کمیٹی کے غور و مشورہ کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک صاحب نے جوابات مرتب کیے۔ ذیل میں ایک ایک سوال کے ساتھ جواب درج ہے۔ (۱۵۱/۱)

سوال نامہ الف

۱۔ مصارف زکوٰۃ کے سیاق و سباق میں اتفاق فی سبیل اللہ | اس کمیٹی کے رائے میں "فی سبیل اللہ" سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے، فقہائے اخلاف کے نزدیک قول راجح کی رو سے اس مذکورہ تعلق جہاد سے نہیں بلکہ ان مجاہدین سے ہے جو فقاء ہوں۔ (ومنہا فی سبیل اللہ)

”وہم منقطوا العزاة الفقراء منهم عند ابی یوسف رحمة اللہ۔

دعند محمد منقطوا الحاج الفقراء منهم هكذا فی التیین۔ وللمجمع

قول ابی یوسف كذا فی المصمرات۔ (الفتاویٰ الہندیہ ج ۱ ص ۱۸۸)

وعلى هذا يخرج صرف الزكاة الى وجوه البر من بناء المساجد

والرباطات والسقايات واصلاح القناطر وتكفين الموقى ودفنهم

انه لا يجوز لانه لم يوجد التملك اصلا۔ (بدائع الصنائع

جلد ۲ ص ۲۹)۔

فقہائے احناف نے تملیک کی جو شرط فی سبیل اللہ کی تد میں ضروری قرار دی ہے اس

سے ہمیں اختلاف ہے۔ ہمارے نزدیک اس تد کا تعلق مجاہدین سے نہیں بلکہ کارِ جہاد

سے ہے اور اس تد میں حاصل کردہ زکوٰۃ کی رقم سے اس کام کی جملہ ضروریات پوری

کی جاسکتی ہیں۔ فقہائے مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کی کچھ جزوی اختلافات کے ساتھ یہی

رائے ہے۔ (فقہ الزکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۳۹)

مولانا مودودی نے زکوٰۃ کے ایک سوال نامے کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ”فی سبیل اللہ

سے مراد جہاد فی سبیل اللہ ہے خواہ تلوار سے ہو یا قلم و زبان سے یا لامعہ پاؤں کی

محنت اور دوڑ دھوپ سے۔ سلف میں سے کسی نے بھی اس لفظ کو رفاہ عام کے

معنی میں نہیں لیا ہے۔ ان کے نزدیک بالاتفاق اس کا مفہوم اُن مساعی تک محدود ہے

جو خدا کے دین کو قائم کرنے اس کی اشاعت کرنے اور اسلامی مملکت کا دفاع کرنے کے

لیے کی جائیں۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم ص ۱۳۴)۔

ہماری رائے میں شرعاً اس کی گنجائش موجود ہے کہ دعوتِ دین، اقامتِ دین اور اسی طرح کے

کاموں پر زکوٰۃ کی رقم صرف کی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ وہ کام اتفاق فی سبیل اللہ کی تد میں آتے ہیں۔ البتہ

اس مقصد کے لیے ایسے حالات پیدا کرنے ضروری ہیں جن سے عوام میں یہ احساس پیدا ہو کہ حکومت

یہ سب کام بالفعل کر رہی ہے اور کارِ جہاد میں پوری طرح مخلص ہے۔ محض زبانی دعوے کافی

نہیں ہیں۔

۲۔ نصاب کی سطح پر نظر ثانی ہمارے نزدیک نصاب کی سطح پر نظر ثانی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
 علیٰ امر کا سانی فرماتے ہیں۔

”جس شخص کے پاس مکان، گھریلو ساز و سامان، خادم، بستر، اسلحہ، لباس اور کتب خانہ ہو اور اس کے پاس ان سادہ چیزوں سے دوسو درہم کی قیمت کے برابر مالی ذکوة ہو تب بھی اس پر ذکوة لینا حرام ہے۔“ حسن بہم سے یہ قول روایت کیا گیا ہے کہ ”صحابہ کرام اس شخص کو جس نے ذکوة کی رقم دیا کرتے تھے جس کے پاس دس ہزار درہم کے برابر ساز و سامان، گھوڑے، ہتھیار، خادم اور رہائشی مکان ہوتا۔“ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بنیادی ضروریات ہیں، ان کا ہونا نہ ہونا یکساں ہے۔“

(بدائع الصنائع جلد ۲ صفحہ ۲۸)

اس کے بعد اس بات کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ آپ کے بیان کردہ مفروضہ کے تحت چاندی کے لیے اس کے اپنے نصاب کو یا پھر باقی چیزوں کے لیے چاندی کے بجائے سونے کے نصاب ہی کو بنیاد بنا کر مستحقین ذکوة کی تشخیص کا نیا ضابطہ مقرر کیا جائے۔ جب کہ سونے کا نصاب اپنے ثبوت میں اس قدر قوی نہیں جتنا کہ چاندی کا نصاب ہے۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی قسم کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:
 ”خلفائے راشدین کے زمانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے نصاب اور شرح ذکوة میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اب اس کی کوئی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ نبی کے بعد کوئی آپ کی مقرر کردہ مقادیر میں ترمیم کرنے کا مجاز نہیں۔“

(رسائل و مسائل جلد ۲ ص ۱۳۴)

۳۔ بنو ہاشم کو ذکوة دینا یہ مسئلہ فقہاء کے ہاں مختلف قیہ ہے امام ابو حنیفہ کی ایک روایت جواز کی ہے۔ اس طرح امام محمد کی ایک روایت جواز کی ہے اور امام طحاوی کے نزدیک بھی جائز ہے

(مجمع الزہد و بہا مشہد المنتقى ص ۲۲۴ بحوالہ فقہ الزکاة جلد ۲ ص ۷۳)

اور امام ابن تیمیہؒ نے بھی خمس غنیمت میں سے بنو ہاشم کی ضروریات پورا کرنے کے نظام کے نہ ہونے کی صورت میں بنو ہاشم کے لیے ذکوة کو جائز قرار دیا ہے، اس لیے ہمارے رائے یہ ہے کہ

بنو ہاشم کے لیے الگ فنڈ قائم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی مد سے ان کی کفالت کا نظام بھی کیا جائے گا یہ کہ بنو ہاشم کا کوئی فرد از خود اس مد سے استفادہ نہ کرنا چاہیے۔ تو عطیات، صدقات نافلہ اور زمینوں کی نقدی معانیات وغیرہ کے خمس میں سے دوسروں کی طرح ان کی مدد بھی کی جاسکتی ہے۔ بلکہ اس میں کوئی تہمت بھی دی جاسکتی ہے۔

۴۔ مساجد کے ائمہ کو زکوٰۃ دینے اور عامل مقرر کرنے کی تجویز | یہ تجویز بہت اچھی ہے۔ ہم اس پر عمل درآمد کی پوری سفارش کرتے ہیں۔ البتہ ایسا کرنے کے لیے ہمارے نزدیک ضروری ہے کہ ائمہ مساجد کو عامل مقرر کرنے سے پہلے اس کام کی خصوصی تربیت دی جائے۔

۵۔ نظام زکوٰۃ کے بارے میں شبہات۔ | یہ نظام اپنی موجودہ شکل میں مثالی نظام زکوٰۃ کہنے کا مستحق نہیں۔ ضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور کو بطور نمونہ اپناتے ہوئے اموال ظاہرہ کی اس طرح زکوٰۃ وصول کی جائے جس طرح اس دور میں کی جاتی تھی اور اس کے لیے طریق کار بھی وہی اختیار کیا جائے جو اس وقت اختیار کیا گیا تھا۔ عاملین لوگوں کے اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ وصول کریں اور تشخیص کے بارے میں ان پر اعتماد کریں۔ بلکہ ایک عرصہ تک اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ دونوں کی زکوٰۃ کی وصولی کا اہتمام اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے تا آنکہ حضرت عثمان کے دور جیسے حالات پیدا ہو جائیں اور اموال باطنہ کی زکوٰۃ وصول کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ لیکن ایسا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو انتظامیہ پر پورا پورا اعتماد ہو۔ وہ نیکی اور خدا ترسی میں انہیں اپنے سے بالا سمجھیں۔ یہ صورت انتہائی مضحکہ خیز ہوگی کہ جس انتظامیہ کو لوگ راشی، لوٹ کھسوٹ کا مرکب اور ہوس دنیا میں مستغرق سمجھیں، ان کے کہنے پر خدا ترسی اور زہد اختیار کرتے ہوئے اپنی زکوٰۃ اسی انتظامیہ کے قائم کردہ بیت المال میں جمع کرائیں۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اسلام کا باقی نظام عبادات تو کس میسر کا شکار ہو اور نظام زکوٰۃ کو قانون اور تبلیغ دونوں کے زور سے نافذ کر دیا جائے اور لوگ اس میں کشش پا کر اس پر عمل کے لیے بے چین ہوں۔

۶۔ گداگری کے خاتمہ کی تجویز | موجودہ حالات میں اس تجویز سے ہمیں اتفاق نہیں۔ اس تجویز کو کامیابی سے چلانا موجودہ انتظامیہ کے بس کا روگ نہیں اور نہ ہی ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ اس تجویز کو قانون کی شکل دینے کی ضرورت پیش آگئی ہو۔ گداگری اس پیشے کو اس لیے نہیں

اختیار کر لیتے کہ معاشرہ ان کی اعانت کا احساس نہیں رکھتا۔ بلکہ حصولِ دولت کے دوسرے پیشوں کی طرح اُسے بھی ایک پیشے کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ گداگروں کو کام پر لگانے اور ان کی کفالت کا اس طرح انتظام کیا جائے کہ بندریج یہ خود کما کر کھانے کے عادی ہو جائیں۔ جس گداگر کے لیے کام یا کفالت کا انتظام ہو جائے اور اس کے بعد اس کو گدا کرتے ہوئے پایا جائے تو اُسے جیل میں بند کر دیا جائے۔ حتیٰ کہ اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ اس کے بعد یہ اس پیشے کے قریب نہیں جائے گا۔ تب اُسے رہا کر کے اس کے کام پر اُسے بحال کر دیا جائے۔ اور یہی حکم ان گداگروں کا بھی ہے جن کی مفوری کی وجہ سے ان کی کفالت کا انتظام کر دیا جائے۔

۷۔ زکوٰۃ کی رضا کارانہ ادائیگی کی حوصلہ افزائی | اس کے جواب کا ایک حصہ الفہ میں آگیا ہے

اس سلسلہ میں جو دوسری تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں وہ یہ ہیں کہ فقراء اور مساکین کی بنیادی ضروریات مکان، روزگار وغیرہ کو پورا کرنے کا باقاعدہ منصوبہ اور بجٹ بنا کر ریڈیو اور ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعہ سے پیش کیا جائے اور اس کی مسلسل تشہیر کے ساتھ اس کے نتیجے میں لوگوں کی ملکیت میں مکانات آئے ہوں یا جن کو چھوٹی صنعتیں مالکانہ طور پر ملی ہوں، اس کی رپورٹ وقتاً فوقتاً ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے عوام کے سامنے لائی جاتی رہے۔ جہاد فی سبیل اللہ کی تدبیر سے دعوتِ دین اور اشاعتِ دین اور دینی اداروں کے قیام کا منصوبہ پیش کر کے اسی طرح اس کی رپورٹ بھی دی جاتی رہے۔ دینی محققوں میں فرقہ وارانہ منافرت کے انسداد کے لیے خصوصی لٹریچر تیار کر کے مفت تقسیم کیا جائے۔

۸۔ متعینہ مصرف میں صرف کرنے کی یقین دہانی | ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسا ماحول پیدا

کیا جائے کہ انتظامی مشینری کو اتنا درست کر دیا جائے کہ عوام اس پر اتنا اعتماد تو کریں جتنا اعتماد وہ دینی جماعتوں اور ان کے قائم کردہ اداروں پر کرتے ہیں۔ مصرف متعین کر کے بھی لوگ اُس وقت زکوٰۃ کی رقم کسی کے ہاتھ میں دیتے ہیں۔ جب کہ انہیں ان پر مجبور اور اعتماد ہو، تاہم آپ اس کمزور سہارا کو بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

۹۔ زکوٰۃ کمیٹی کے ارکان اور چیئرمینوں کا اپنے فرائض بجالانا | اگر نیکی اور تقویٰ کو بنیاد

بنا کر کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی تو مناصب حاصل کرنے والے لوگ اپنے فرائض بجالائیں گے

اور اگر ذاتی اعزاق کے پیش نظر کسی وجہ سے مستغنی اور پرہیزگار لوگوں کو یہ کام سپرد نہ کیا جائے گا اور موجودہ غلط روش جاری رہے گی تو کسی بھی تدبیر سے غلط کار لوگوں کو اپنے فرائض صحیح طور پر سجا لانے پر آمادہ نہیں کیا جاسکے گا۔

۱۰۔ ذرائع تبلیغ کا استعمال | ذرائع ابلاغ کے ذریعے سے بہتر سے بہتر انداز میں ذکوۃ کی ادائیگی کے لیے وعظ و تبلیغ کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں ریڈیو اور ٹی۔وی پر اذان نشر کرنے سے پہلے اور بعد میں اور عام دینی پروگراموں میں خصوصاً رمضان المبارک کے مہینہ میں اور سحری کے پروگراموں میں ذکوۃ کو موضوع بحث بنایا جاسکتا ہے۔ اور اس منصوبے کی تشہیر بھی کی جاسکتی ہے جو ذکوۃ کو نسل نے تیار کیا ہو۔ لیکن تبلیغ کے پیچھے مبلغ کی عملی زندگی قدرتِ محرکہ کے طور پر موجود نہ ہو تو ایسی تبلیغ بسا اوقات اُلٹے نتائج بھی پیدا کرتی ہے۔ جیسا کہ اب تک کا تجربہ اس پر شاہد ہے۔ ریڈیو اور ٹی۔وی پر جو تبلیغ ہوتی ہے اس کا مبلغ انتظامی مشینری کو سمجھا جاتا ہے اس لیے صالح انتظامیہ کے بغیر ہم اس تبلیغ سے کچھ زیادہ توقعات وابستہ نہیں کر سکتے۔

اس مقصد کے لیے موزوں اور جید علمائے کرام کے پروگرام باقاعدگی سے رکھے جائیں۔

۱۱۔ نظام ذکوۃ کا استحکام | سابقہ تجاویز کے ساتھ اس تجویز کو ہم بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مکمل اسلامی نظام کا معاشی حصہ نافذ کیے بغیر یہ نظام مستحکم نہیں ہو سکتا۔ لوگوں کو یہ کہتے بھی سنا گیا ہے کہ ہمیں ذکوۃ کی کٹوتی سے کیا فرق پڑ گیا ہے، سود کا وہ حصہ جو ہم نے وصول کرنا تھا اُسے حکومت نے ذکوۃ کی مد میں جمع کر کے صرف ہمارے سود کی شرح میں کمی کر دی ہے۔ لوگوں کی اس سوچ کے ہوتے ہوئے موجودہ شکل کو کیسے باعزت حیثیت حاصل ہو سکتی ہے اس لیے بلاتناخیر سودی نظام کو حسبِ وعدہ ختم کیا جائے۔

اسے علاوہ اذیہ احکام ذکوۃ، نصاب اور شرح اور پاکستان کے اختیار کردہ نظام کار کے متعلق گامیڈ پمفلٹ اور چارٹ شائع کیے جاسکتے ہیں، نیز ذکوۃ پیلیٹی اسکیم کے تحت جذبہ انگیز مختصر عبارات اور رُخویوں کے ساتھ آرٹسٹوں کی مدد سے بہترین اشتہارات تیار کر کے اخبارات میں شائع کیے جاسکتے ہیں۔ ان اشتہارات کے اندر بے رحمیوں، بیواؤں، معذوروں، بے روزگاروں اور غریب مرلینوں کے حق میں جذباتِ ہمدردی اُبھارے جاسکتے ہیں۔

سوال نامہ ب :-

- ۱۔ اچھا قدم اٹھایا گیا ہے۔
- ۲۔ زکوٰۃ فاؤنڈیشن اور زکوٰۃ کونسل کے ارکان پر مشتمل ایک نگران کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس کام کا جائزہ لینے کے لیے وقتاً فوقتاً اپنے اجلاس کرتی رہے۔

سوال نامہ ج

- ۱۔ اس سے ہمیں اتفاق ہے۔
- ۲۔ ہمیں اس سے اتفاق ہے، البتہ (ہماری سابقہ تجاویز کو نظر انداز کرتے ہوئے) یہ نمائشی کنونشن لوگوں کو متغیر کرنے کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔
- ۳۔ تعلیم و تربیت کے لیے مناسب ہے۔

سوال نامہ د

- ۱ تا ۴۔ ہمیں ان سے اتفاق ہے۔
- ۵۔ ہمارے نزدیک "عالمین کی تد" اس عمل کو جاری رکھنے کے لیے ہے، جیسا کہ فقہائے حنفیہ نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ امن کے عمل کی اجرت نہیں بلکہ اس عمل میں شرکت کی وجہ سے ان کو بقدر کفالت دیا جاتا ہے تاکہ یہ کام چلتا رہے۔ اس اصول کے پیش نظر ہماری رائے میں اس کام کو چلانے کے لیے جملہ ضروری اخراجات "عالمین کی تد" سے پورے کیے جاسکتے ہیں۔ البتہ ایسا کرنے کے لیے ہماری سابقہ تجاویز کی روشنی میں یہ کام قابل اعتماد لوگوں کے سپرد کیا جانا ضروری ہے۔

سوال نامہ ہ

- ۱۔ اس کی تمام شقوں سے ہمیں اتفاق ہے۔
- نمبر ۲ کے تحت جو تجاویز طلب کی گئی ہیں، ان میں اس تجویز کا اضافہ کر لیا جائے کہ عالمین زکوٰۃ کو عالمین کے اوصاف شرعیہ اور قانون زکوٰۃ سے مکمل طور پر آگاہ کیا جائے۔ اور یہ کام صرف ان لوگوں کو سپرد کیا جائے جو امتحان دے کر قانون زکوٰۃ کے عالم ہونے کی سند حاصل کر لیں اور دیگر شرائط پر بھی پورے اتریں۔